11

شادی کی بنیاد اخلاق، نیکی اور تقوٰی پر قائم ہونی چاہیے تا جو اولاد پیدا ہو وہ بھی نیک، متقی اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے والی ہو

(فرمودہ 16 مارچ 1956ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چونکہ کل رات مجھے انتڑیوں میں شدید درد کی تکلیف ہوگئی تھی اور ساری رات اسہال آتے رہے اور پھر سفر بھی ایسی حالت میں ہوا جبکہ بادلوں اور بارش کی وجہ سے فضا میں غبار اور اندھیرا تھا جس سے طبیعت میں سخت گھبراہٹ اور اضطراب کی کیفیت رہی۔ اس لیے آج میں زیادہ لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج مجھے نسبتاً افاقہ ہے مگر پیٹ میں درد کی شکایت ابھی باقی ہے۔ بہرحال میں نے مناسب سمجھا کہ کچھ نہ کچھ خطبہ بیان کر دوں۔

آج رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک تعلیم یافتہ عورت کہہ رہی ہے کہ مرد

اور عورت کے تعلقات کی بنیاد بداخلاقی پر ہے۔ گویا وہ اس بات پر طعن کرتی ہے کہ اسلام نے جو شادی بیاہ جائز رکھا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اُس وقت یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ عیسائیت کی تائید کر رہی ہے اور اُس کی رہبانیت کی تعلیم کو ترجیح دیتی ہے یا محض عقلی طور پر وہ ان تعلقات پر اعتراض کرتی ہے۔ میں نے اُسے جواب میں کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات کی بنیاد بداخلاقی پر رکھے جانے کا خیال اس لیے پیدا ہوا ہے کہ نرومادہ کے تعلقات صرف انسان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ جانور کسی شریعت کے حامل نہیں بلکہ کسی بڑی اخلاقی تعلیم کے بھی حامل نہیں اس لیے اُن کے سارے کام بہیمیت کے ماتحت ہوتے ہیں اور اُن کو دیکھ کر بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مردوعورت کے تعلقات کی جو اسلام نے اجازت دی ہے وہ بھی اس قسم کی چیز ہے حالانکہ مردوعورت کے تعلقات کی بنیاد بہیمیت پر نہیں بلکہ خالص اخلاق اور تقویٰ پر ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔[1]

پس بے شک جانوروں کے نرومادہ بھی آپس میں ملتے ہیں اور مردوعورت بھی آپس میں ملتے ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ جانوروں کے نرومادہ آپس میں ملتے ہیں تو اُس کے نتیجہ میں صرف جانور پیدا ہوتے ہیں کوئی اخلاقی یا روحانی تغیر دنیا میں رونما نہیں ہوتا۔ لیکن جب مردوعورت آپس میں ملتے ہیں تو دنیا میں ایسے انسان پیدا ہوتے ہیں جو تقوی اللہ کی بنیاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور تقوی اللہ کی بنیاد بہیمیت پر نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اور روحانی کیفیت پر ہے۔ بہرحال یہ شبہ اسی لیے پیدا ہوتا ہے کہ بظاہر جانور اور انسان اس فعل میں اشتراک رکھتے ہیں اور لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ جس طرح جانوروں کا یہ جذبہ بہیمیت پر مبنی ہے اُسی طرح انسان بھی بہیمیت کے ماتحت ایسا کرتا ہے۔ حالانکہ جانوروں کے آپس میں ملنے کے نتیجہ میں صرف بہیمیت پیدا ہوتی ہے اور مردوعورت کے اختلاط کے نتیجہ میں ایسی پاکیزہ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو خدا کے نام کو بلند کرنے والی اور ذکرِ الٰہی کو قائم کرنے والی

ہوتی ہیں۔ پس ان تعلقات کی بنیاد بداخلاقی پر نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے روحانی مقصد پر رکھی گئی ہے اور جانوروں کے نرومادہ کے تعلقات کو دیکھ کر اس پر اعتراض کرنا نادانی کی بات ہے۔ یہ اشتراک محض سطحی ہے جو دونوں میں پایا جاتا ہے ورنہ حقیقت کے لحاظ سے ان دونوں کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ غرض ایک لمبی تقریر تھی جو میں نے خواب میں کی۔ وہی خواب میں نے آج خطبہ میں بیان کر دی ہے۔

درحقیقت اِس رؤیا میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اولادوں کی اچھی تربیت کریں اور ایسی پاکیزہ نسلیں دنیا میں پیدا کریں کہ ہر شخص کو دیکھ کر یہ ماننا پڑے کہ ان تعلقات کی بنیاد بداخلاقی پر نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور روحانیت پر رکھی گئی ہے۔ اگر ان تعلقات کی بنیاد کسی بلند مقصد پر نہیں تو جس طرح گائے پیدا ہو جاتی ہے یا بیل پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دنیا میں کسی قسم کے روحانی یا اخلاقی تغیر کا باعث نہیں بنتے۔ اِسی طرح انسان بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ مردوعورت کے اختلاط کے نتیجہ میں بسااوقات ایسی اعلیٰ نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو دنیا میں اخلاق کو قائم کرنے والی اور خداتعالیٰ کے نام کو بلند کرنے والی ہوتی ہیں۔ اگر اس کی بنیاد بہیمیت پر ہوتی تو ان تعلقات کا ایسا شاندار نتیجہ کس طرح پیدا ہوتا۔

مامون کے متعلق ہی لکھا ہے کہ اُس نے اپنے دو بیٹوں کو فرّاء کے پاس جو ایک مشہور نحوی گزرے ہیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بٹھایا۔ ایک دن فرّاء کسی کام کے لیے اُٹھا تو دونوں شہزادے دَوڑ پڑے تا کہ استاد کے سامنے اُس کی جُوتیاں سیدھی کر کے رکھیں مگر چونکہ دونوں اکٹھے پہنچے تھے اِس لیے اُن کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ایک کہتا تھا میں ان کے آگے جُوتیاں رکھوں گا اور دوسرا کہتا تھا میں رکھوں گا۔ آخر دونوں نے ایک ایک جوتی اُٹھا کر اُس کے سامنے رکھ دی۔ جب مامون کو اِس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس نے فرّاء سے کہا کہ مَاهَلَکَ مَنْ خَلَفَ مِثْلُکَ جس نے آپ کی مانند اپنے شاگرد دنیا میں چھوڑے ہوں وہ کبھی فنا نہیں ہوسکتا۔ یعنی آپ نے دنیا میں ایسی اخلاقی بنیاد قائم کر دی ہے اور ایسے اپنے شاگرد پیدا کر دیئے ہیں جو آپ کے کام کو ہمیشہ جاری رکھیں گے اور اس طرح آپ کے نام کو زندہ

رکھیں گے۔

تو تربیتِ اولاد ثابت کر دیتی ہے کہ مردوعورت کا اختلاط بہیمیت کی بناء پر نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور تقوٰی کو قائم کرنے کے لیے ہے۔ پس جو شخص اس فرض کو بجا لاتا ہے اور اپنی اولاد کی نیک تربیت کرتا ہے وہ درحقیقت تمام مذاہب سے اس اعتراض کو دور کرتا ہے کہ ان مذاہب نے مردوعورت کے تعلقات کی اجازت دے کر بہیمیت کو قائم کیا ہے۔

دنیا میں اِس وقت جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض نے تو شادی بیاہ کو پسند کیا ہے اور بعض نے شادی نہ کرنے کو اچھا فعل قرار دیا ہے۔ عیسائیت نے شادی نہ کرنے کو اچھا قرار دیا ہے اور یہودیت نے شادی بیاہ کرنے کو پسند کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شادی نہ کرے تو یہودیت اُسے ملامت نہیں کرتی۔ لیکن اسلام نے شادی بیاہ کرنے کو اچھا ہی قرار نہیں دیا بلکہ شادی بیاہ نہ کرنے کو سخت ناپسند قرار دیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شخص نے شادی نہ کی اور وہ اِسی حالت میں مرگیا فَھُوَ بَطَّالٌ ۔ اُس نے اپنی عمر کو ضائع کر دیا۔ کیونکہ ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی کا بیج اُس نے نہ بویا اور آنے والی دنیا کئی فوائد سے محروم ہوگئی۔

درحقیقت شادی بیاہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی بڈھا ایک ایسا درخت لگا رہا تھا جو کئی سال کے بعد پھل دیتا تھا۔ اتفاقاً وہاں سے اُس ملک کا بادشاہ گزرا۔ اس نے جب بڈھے کو ایک ایسا درخت لگاتے دیکھا جس کا پھل کئی سال کے بعد پیدا ہونا تھا تو وہ اُسے کہنے لگا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ تمہاری عمر اسّی نوّے سال کی ہوگئی ہے اور تم ایسا درخت لگا رہے ہو جو کئی سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ کیا تمہیں یہ امید ہے کہ تم اس کا پھل کھاؤ گے؟ وہ کہنے لگا بادشاہ سلامت! اگر ہمارے باپ دادا بھی یہی خیال کرتے اور وہ اپنی زندگیوں میں پھلدار درخت لگا کر نہ جاتے تو آج ہم کہاں سے پھل کھاتے؟ انہوں نے درخت لگائے اور ہم نے ان کا پھل کھایا۔ آج ہم درخت لگائیں گے تو ہمارے پوتے پڑپوتے ان کا پھل کھائیں گے۔ بادشاہ کو اُس کی یہ بات بڑی پسند آئی اور اُس نے کہا زِہ۔ یعنی تُو نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے۔ اور بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جب میں کسی کی بات سے خوش ہو کر زِہ کہہ دوں

تو فوراً اُسے تین ہزار روپیہ انعام دے دیا جایا کرے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر زِہ کہا تو وزیر نے فوراً تین ہزار روپے کی تھیلی اُس بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ وہ روپوں کی تھیلی اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا بادشاہ سلامت! لوگ درخت لگاتے ہیں تو کئی کئی سال کے بعد انہیں اس کا پھل کھانا نصیب ہوتا ہے مگر مجھے دیکھیے کہ میں نے درخت لگاتے لگاتے اِس کا پھل کھا لیا۔ بادشاہ پھر اُس کی بات سے خوش ہوا اور کہنے لگا زِہ۔ اِس پر وزیر نے جھٹ ایک دوسری تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ یہ دیکھ کر بڈھا کہنے لگا حضور! آپ تو کہہ رہے تھے کہ تُو مر جائے گا اور اس درخت کا پھل نہیں کھا سکے گا۔ مگر دیکھیے لوگ تو کہیں سال میں ایک دفعہ درخت کا پھل کھاتے ہیں اور میں نے اس درخت کے لگاتے لگاتے دو دفعہ اس کا پھل کھا لیا۔ بادشاہ پھر اس کی بات سے خوش ہوا اور کہنے لگا زِہ۔ اِس پر وزیر نے فوراً ایک تیسری تھیلی اُس کے سامنے رکھ دی۔ اِس کے بعد وزیر کہنے لگا بادشاہ سلامت! یہاں سے چلیے ورنہ اس بڈھے نے تو ہمیں لُوٹ لینا ہے۔

یہی مثال شادی بیاہ کی ہے۔ جو شخص شادی بیاہ کرتا اور پھر اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کرتا ہے وہ دنیا میں نیکی اور تقوٰی کی بنیاد رکھتا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے بہیمیت اور بداخلاقی کی بناء پر ان تعلقات کو قائم کیا ہے بہت بڑی نادانی اور حماقت ہے۔ دنیا میں جتنے اولیاء اللہ گزرے ہیں سب اِنہی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں، جتنے موجد اور سائنسدان گزرے ہیں سب اِنہی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً نیوٹن کو ہی لے لو اگر اُس کے ماں باپ آپس میں نہ ملتے تو نیوٹن کس طرح پیدا ہوتا؟ پھر جب ان کے تعلقات کے نتیجہ میں نیوٹن جیسا انسان پیدا ہو گیا تو اِن تعلقات کی بناء بہیمیت پر کس طرح ہوئی؟ اسی طرح دنیا میں جتنے بڑے بڑے جرنیل گزرے ہیں سب انہی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ نپولین کو لے لو، ہٹلر کو لے لو اگر ان کے ماں باپ بھی یہ کہتے کہ ہم ان تعلقات کو اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی بنیاد بہیمیت پر ہے تو نپولین اور ہٹلر کہاں سے پیدا ہوتے۔ اِسی طرح جتنے بڑے بڑے آئمہ گزرے ہیں سب انہی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ

اور صوفیاء میں سے سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ، شہاب الدین صاحب سہروردیؒ، بہاء الدین صاحب نقشبندیؒ، معین الدین صاحب چشتیؒ، محی الدین صاحب ابن عربیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ اِن تمام بزرگوں کے ماں باپ بھی اگر یہی خیال کر لیتے تو یہ پاک لوگ جنہوں نے دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کیا ہے کس طرح ظاہر ہوتے۔

درحقیقت تمام مدار نیت پر ہوتا ہے۔ اگر بہیمیت کی نیت سے کوئی شخص ان تعلقات کو قائم کرتا ہے تو وہ انسانیت کی توہین کرتا ہے۔ اور اگر اخلاق اور تقوی اللہ پر بنیاد رکھتا ہے تو وہ اخلاق اور تقوی اللہ کو قائم کرنے والا ہوتا ہے۔ اِس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس لیے شادی کرتا ہے کہ فلاں عورت بڑے خاندان کی ہے، کوئی اِس لیے شادی کرتا ہے کہ فلاں عورت بڑی مالدار ہے، کوئی اس لیے شادی کرتا ہے کہ فلاں عورت بڑی حسین ہے۔ مگر فرمایا عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ 2 تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے! تُو نیک اور دیندار عورت کو ترجیح دے تا کہ ان تعلقات کی بنیاد نیکی اور تقوی پر قائم ہو اور اس کے نتیجہ میں ایسی نسلیں پیدا ہوں جو خداتعالیٰ کے نام کو بلند کرنے والی اور اُس کے ذکر کو قائم کرنے والی ہوں۔ بہرحال یہ مضمون تھا جو میں نے رؤیا میں بیان کیا اور میں نے مناسب سمجھا کہ اس کا ذکر خطبہ میں بھی کر دوں''۔ (الفضل یکم اپریل 1956ء)

1: النساء :2

2: صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین میں ''فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ'' کے الفاظ ہیں۔